چھپکلی کے ساتھ آتا ہے اور کس طرح بابا اس کے بارے میں پیشن گوئی کرتے ہیں۔ یہ سب بہت ہی حیران کن ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بابا سب کچھ جانتے تھے۔ انھیں سب کچھ معلوم رہتا تھا۔

ساتھ میرے سامنے ہاتھ پھیلاؤ تو مجھے ہر وقت اپنے ساتھ پاؤ گے۔ میں جسمانی اعتبار سے چاہے یہاں ہوں گا پر مجھے معلوم ہو گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ چاہے تم سات سمندر پار ہی کیوں نہ ہو۔ اس وسیع دنیا میں جہاں چاہو میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ میرا گھر تمہارے دل میں ہے اور میں تم میں ہوں۔ ہمیشہ میری عبادت کرو جو تمہارے اور سارے انسانوں کے اندر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ بہت خوش نصیب ہے جو مجھے اس طرح جانتا ہے۔

دو چھپکلیوں کا ملاپ

ہم اس باب کا اختتام دو چھوٹی چھپکلیوں کی کہانی پر کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے بابا مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بھگت ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا جب کہ ایک چھپکلی نے ٹک ٹک کی آواز کی۔ بھگت نے بابا سے پوچھا کہ کیا اس ٹک ٹک کا کوئی مفہوم ہے؟ اور آیا کیا یہ اچھا شگون ہے؟ بابا نے جواب دیا کہ یہ چھپکلی بہت خوش ہے کیوں کہ اورنگ آباد سے اس کی بہن اس سے ملنے کے لیے آرہی ہے۔ بھگت بابا کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے خاموش ہو گیا۔ اسی وقت اورنگ آباد سے ایک گھڑ سوار بابا سے ملنے کے لیے آیا۔ وہ آگے جانا چاہتا تھا لیکن اس کا گھوڑا آگے بڑھنے سے انکار کر رہا تھا کیوں کہ وہ بھوکا تھا اور دانہ کھانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے دانے والے بیگ کو نکال کر زمین پر پٹک دیا تاکہ اس کی گرد جھڑ جائے۔ ایک چھپکلی اس میں سے نمودار ہوئی اور وہ فوراً سب کے سامنے دیوار پر چڑھ گئی۔ بابا نے سوال کرنے والے بھگت سے کہا کہ وہ اسے غور سے دیکھے۔ وہ ایک دم اچھلتی ہوئی اپنی بہن کے پاس چلی گئی۔ دونوں بہنیں ایک مدت کے بعد ایک دوسرے سے ملیں ایک دوسرے کو پیار کر کے گلے لگایا۔ گھوم گھوم کر رقص کرنے لگیں۔ کہاں شرڈی اور کہاں اورنگ آباد! ایک گھڑ سوار کس طرح اورنگ آباد سے

اپنے کنبے کی کفالت بھی نہیں کرپارہا ہے اگر میں محکمہ جاتی ترقی کے امتحان میں آپ کی مہربانی سے کامیاب ہو گیا تو میں شرڈی آکر آپ کے قدموں کو چوموں گا اور آپ کے نام کی مٹھائی بانٹوں گا۔ خوش قسمتی سے وہ محکمے کے امتحان میں کامیاب ہو گیا اور اسے مستقل نوکری مل گئی۔ اب یہ اس کی ذمے داری تھی کہ وہ جس قدر جلد ہو سکے اپنی منت کو پورا کرے۔ چولکر ایک غریب انسان تھا۔ اس لیے وہ شرڈی آنے جانے کے اخراجات پورے نہ کر سکا۔ جیسا کہ وہاں کہا جاتا ہے کہ ضلع تھانے کے نہانے والے گھاٹ کو پار کرنا آسان ہے پر ایک غریب انسان کے لیے اپنی دہلیز کو بھی پار کرنا بہت مشکل ہے۔ چولکر چوں کہ جلد سے جلد شرڈی جانا چاہتا تھا اس لیے اس نے کفایت شعاری سے کام لیا اور پیسے میں سے پیسا بچانا شروع کر دیا۔ اس نے اپنی خوراک کے ساتھ شکر کھانا بند کر دی اور پھیکی چائے پینے لگا۔ اس طرح جب وہ کچھ روپیہ بچانے میں کامیاب ہو گیا تو وہ شرڈی آیا۔ بابا کے درشن کیے، ان کے قدموں پر گرا، ایک ناریل بھینٹ چڑھایا۔ صاف ضمیر کے ساتھ اس نے مٹھائی تقسیم کی۔ جیسی کہ اس نے منت مانی تھی۔ پھر اس نے بابا سے کہا کہ اسے ان کے درشن کر کے بہت خوشی ہوئی ہے اور اس دن اس کی ساری تمنائیں پوری ہو گئی ہیں۔ مسٹر چولکر اس وقت مسجد میں اپنے میزبان باپو صاحب جوگ کے ساتھ تھا وہ دونوں مسجد سے باہر آنے والے تھے تو بابا نے جوگ سے کہا "اپنے مہمان کو چائے کے کپ میں شکر کے بھرے ہوئے چمچے ڈالنا۔" یہ سن کر چولکر بہت متاثر ہوا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ ایک بار پھر بابا کے قدموں سے لپٹ گیا۔ مسٹر جوگ بھی بابا کے احکامات کو بجالانے کے لیے تیار تھا کہ اسے میٹھی چائے کے کپ پلا سکے۔ بابا نے یہ بات چولکر کے دل میں یقین و اعتماد پیدا کرنے کے لیے کہی تھی۔ بابا اس پر بھی ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ انھیں علم تھا کہ اس نے میٹھا کھانا کیوں بند کیا تھا۔ بابا کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم یقین و اعتماد کے

میں پھولوں کی مالا۔ سارے ہری داس یہ طریقہ نہیں اپناتے ہیں لیکن یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ نارد منی جن کی وجہ سے اس طریقہ کیرتن کا آغاز ہوا، اپنے سر اور اوپر والے دھڑ پر کچھ نہیں پہنتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک وینا ہوتی اور وہ جگہ جگہ گھومتے ہوئے بھجن گاتے پھرتے۔

مسٹر چولکر کی پھیکی چائے

شروع شروع میں بابا صرف ضلع احمد نگر اور پونا میں مشہور تھے۔ لیکن نانا صاحب چولکر اور داس گنو کے بھجنوں کی وجہ سے جن میں بابا کی تعریف ہوتی تھی، بابا کی شہرت میں چار چاند لگ گئے اور وہ سارے کونکن (ممبئی پراونس) کے علاقے میں مشہور ہو گئے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ داس گنو ہی تھا جس نے بابا کی تعریف میں اچھے اچھے بھجن گا کر ہر طرف ان کی شہرت پھیلا دی۔ جو لوگ کیرتن سننے کے لیے آتے ہیں وہ مختلف مزاج کے مالک ہوتے ہیں۔ کچھ ہری داس کے علم و مطالعے کو پسند کرتے ہیں۔ کچھ اس کی حرکات و سکنات کو کچھ اس کا گانا ظرافت، علم و ہدایت پر اس کے مکالمے اور کچھ دوسرے اس کی کہانیوں کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی جو بھجن سن کر سادھو سنتوں اور دیوتاؤں کی محبت سے سرشار ہو جاتے ہیں۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ داس گنو کے کیرتن کا اثر لوگوں پر بجلی کی مانند ہوتا۔ ہم یہاں پر ایک مثال سے اس بات کو واضح کرتے ہیں۔

داس گنو ایک بار تھانہ کے مقام پر واقع ایک مندر میں جس کا نام "کوپنیشور" تھا، بابا کی حمد و ثنا بھجن کے روپ میں گا رہا تھا۔ مسٹر چولکر نامی ایک شخص نے جو تھانہ کی مقامی عدالت میں ملازم تھا۔ داس گنو کا کیرتن بڑی توجہ سے سنا اور بہت متاثر ہوا۔ اس نے اسی وقت دل ہی دل میں بابا سے عہد کیا کہ بابا میں ایک بہت ہی غریب آدمی ہوں جو

دسواں باب

بابا کیرتن کی لہروں پر

بابا نے ہری داس کو کیرتن کرنے کا طریقہ بتایا

قارئین کو یاد ہو گا کہ ہم نے شرڈی کے رام نومی کے تہوار کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ کس طرح وہاں اس تہوار کا آغاز ہوا اور شروع میں کسی اچھے "ہری داس" کو کیرتن کرنے کے لیے بلانا کتنا مشکل تھا اور کس طرح بابا نے یہ کام ہمیشہ کے لیے داس گنو کے سپرد کر دیا جو اسے آج تک بڑی اچھی طرح نبھا رہا ہے۔ عام طور پر ہمارے ہری داس (کیرتن کرنے والے) بھجن کے وقت خاص قسم کا چوغا اور لباس پہنتے ہیں اور خاص قسم کا پھٹیا یا پھر پگڑی باندھتے ہیں۔ دوسرا کپڑا جو وہ اپنے کندھوں پر رکھتے ہیں وہ بھی خاص قسم کا ہوتا ہے۔ ایسے کپڑے پہن کر ایک بار داس گنو کسی کیرتن کے لیے تیاری کرنے کے بعد بابا کے پاس آیا تاکہ سلام کر سکے۔ بابا نے اس سے کہا "دولہے میاں اس طرح سج دھج کر اور خوبصورت لباس پہن کر کہاں جا رہے ہو"۔

"کیرتن کرنے کے لیے" داس گنو نے جواب دیا "پھر تمہیں یہ سب لباس پہننے کی کیا ضرورت ہے" میرے سامنے اسے اتار دو۔ انھیں جسم پر پہننے کی کیا ضرورت ہے۔" داس گنو نے انھیں فوراً اتار کر بابا کے قدموں میں رکھ دیا۔ اس واقعے کے بعد داس گنو نے کیرتن کے وقت اس طرح کا لباس پھر کبھی نہیں پہنا۔ چھاتی سے اوپر والے جسم کا حصہ ہمیشہ ننگا رہتا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک جوڑی جھنکہ رہتی اور گردن